# خلوص نیت اور اس کے زریں نتائج

ہندوستان کے اہل علم طبقہ میں شاید ہی کوئی ایسا ہو جو حضرت شیخ حسین عرب رحمۃ اللہ علیہ سے ناواقف ہو۔ علماء اہلحدیث کے بڑے بڑے فضلاء تقریباً سب ان کے شاگرد ہیں۔ ان کے پوتے مولانا خلیل بن محمد عرب صاحب (جو لکھنؤ یونیورسٹی میں مدت تک عربی کے پروفیسر رہ کر بدقسمتی سے آج کل بیمار ہوگئے ہیں شفاہ اللہ شفاءً کاملاً عاجلاً) کی صاحبزادی جناب رقیہ بنت خلیل عرب صاحبہ جو اپنی خاندانی روایات کے مطابق بہترین لیاقت و قابلیت کی حامل ہیں۔ آپ نے حدیث کی متداول کتابیں اور ادب کے مشہور و مروج دواوین اپنے والد صاحب سے پڑھا ہے اور ان سے خاص ذوق رکھتی ہوتی ہوئی ہمارے سامنے ہمارے اسلاف کی علم دوست خواتین کا نمونہ پیش کر رہی ہیں۔ آج جبکہ فیشن پرستیوں نے ہمارے مردوں کے ساتھ ہماری عورتوں کو بھی تباہ کر دیا ہو، آپ کا علوم دینیہ کے ساتھ شغف یقیناً لائق تبریک اور مستحق تحسین ہے۔ آپ نے ذیل کا مضمون ہمارے پاس بھیجا ہے جو شکریہ کے ساتھ قسط وار انشاء اللہ "محدث" میں شائع ہوتا رہیگا۔ ہم اس مضمون کو اس غرض سے بھی شائع کر رہے ہیں کہ ہماری اسلامی بہنیں جناب محترمہ رقیہ صاحبہ کو اپنا نمونہ عمل بنائیں اور اس قسم کا علمی ذوق پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ بلکہ مرد بھی اس سے سبق آموز ہوں۔ (محدث)

کسی دینی یا دنیوی کام کو کرنے کے وقت یا اس سے پیشتر اس کام کو کرنے کیلئے جو اپنی دلی غرض و غایت ہو اُس کو نیت کہتے ہیں۔

نوع انسانی کی تمام تر روحانی اور دنیوی ترقیوں کے واحد علمبردار اسلام کا اصل الاصول اپنے متبعین کے دلوں پر حکومت کرکے گویا ان کے دلوں کے خراب ارادوں کا قلع قمع کرنا ہے۔ سبحان اللہ کتنا پاکیزہ اصول ہے کہ اعمال سے قبل محرک عمل یعنی نیت کی درستی سے ابتدا کی گئی تاکہ خلاف مصلحت عقل سلیم کوئی ایسا ارادہ ہی نہ پیدا ہو جس سے آنے والے بڑے بڑے اعمالی خطرات جو صرف نیت کے خراب ہونے سے انسان سے صادر ہوتے ہیں وقوع میں آئیں۔ اور اس طرح ان کا ہمیشہ کیلئے سد باب کر دیا گیا۔

کوئی ترقی یافتہ قوم ایسی نہیں ہے جس میں گذشتہ یا موجودہ زمانہ میں چند ایسی ہستیاں نہ ہوں جنھوں نے ملکی و قومی مفاد کی راہ میں ایثار و قربانی نہ کی ہو۔ مسلمانوں میں بھی اس کی عدیم النظیر مثالیں موجود ہیں منجملہ ان کے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قربانی پر روشنی ڈالیے جنھوں نے اپنے مالک کی مرضی کی خاطر اپنے جگر گوشہ کی قربانی بسروچشم منظور کرلی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فلما بلغ معہ السعی قال یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تری قال

یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی انشاء اللہ من الصابرین . فلما اسلما وتلہ للجبین ٥ وناديناہ ان یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا انا کذالک نجزی المحسنین ٥ ترجمہ سو جب وہ لڑکا ایسی عمر کو پہنچا کہ ابراہیم کے ساتھ چلنے پھرنے لگا تو ابراہیم نے فرمایا کہ برخوردار میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تم کو (بامر الٰہی) ذبح کر رہا ہوں سو تم بھی سوچ لو تمہاری کیا رائے ہے وہ بولے کہ ابا جان آپ کو جو حکم ہوا ہے آپ (بلا تامل) کیجیے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ مجھکو سہار کرنے والوں میں سے دیکھیں گے . غرض دونوں نے (خدا کے حکم کو) تسلیم کر لیا اور باپ نے بیٹے کو (ذبح کرنے کیلئے) کروٹ پر لٹایا اور چاہتے تھے کہ گلا کاٹ ڈالیں ہم نے ان کو آواز دی کہ اے ابراہیم (شاباش ہے) تم نے خواب کو خوب سچ کر دکھایا وہ وقت بھی عجیب تھا ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں ۔ لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو تو اپنے محبوب برگزیدہ بندے کی صرف خلوص نیت کا امتحان کرنا تھا ورنہ اس سے قبل جو آپ نے اپنی طاعت کا ثبوت دیا تھا اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں جا بجا مختلف حیثیتوں سے سراہا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ۔

اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین ٥ یہی وہ خالص نیت تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا اور اس طرح قبول فرمایا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گزرے ہزاروں برس گذر گئے لیکن آج ان کی یہ سنت مسلمانوں پر ادا کرنا مذہبی لوازمات سے ہے تاکہ حضرت خلیل اللہ کی اس بے مثال فرمانبرداری اور اطاعت کی یاد ہر مسلم دل میں رہے نیز اسلام کے اصلی معنیٰ " اطاعت " کا عملی ثبوت پیش نظر رہے ۔

اور حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی اس خلوص نیت کی یاد کو عملاً سال میں ایک مرتبہ منا کر کے اللہ عزوجل کی خوشنودی نہیں حاصل کر سکتے تاوقتیکہ اس مذہبی فریضہ کی ادائی کے وقت ہمارے قلوب میں خلوص نیت کا دریا موجزن نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کو تو صرف ہماری اطاعت گذاری تقویٰ و پرہیزگاری کا امتحان کرنا ہے ۔

اسی خلوص نیت کے ثمرہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جو مرتبہ عنایت فرمایا گیا وہ اپنی خصوصیت کے لحاظ سے اپنی آپ نظیر ہے ۔

گو حضور اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں افضل البشر ہیں حتیٰ کہ عظمت شان گرامی اس رتبہ پر پہنچی ہے کہ اس رتبہ کے بعد دنیا میں ہر رتبہ فروتر ہے ۔ یعنی بیعت رضوان کے متعلق بارگاہ ذوالجلال سے قبولیت کی شان ایسے پر شوکت الفاظ سے فرمائی گئی ہے وہ اس آیتہ سے ظاہر ہے ۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں وہ گویا خدا سے بیعت کر رہے ہیں ۔ (اور وہ یہ سمجھ لیں کہ) ان کے ہاتھوں پر خدا کا ہاتھ ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر جو بیعت ہوتی ہے وہ گویا مالک ذوالجلال کے ہاتھ پر بیعت ہے ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان کا اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ٥ ترجمہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی . اس نے خدا کی اطاعت کی ۔

لیکن آشنایانِ حقیقت قرآن کے تمام مضامین پر نظر ڈالیں اور ان مضامین میں سے خصوصاً ان مقامات پر غور فرمائیں جن میں رب العالمین نے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب فرمایا ان تمام مخاطبات میں حضرت ابراہیم سے جب خطاب ہوتا ہے تو خُلّتْ کا رنگ اتنا شوخ نمایاں دکھائی دیتا ہے کہ ہر صاحب ذوق پر اس سے ایک عالم کیف طاری ہو جاتا ہے وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاھِیْمُ القواعد من البیت واسمٰعیل۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ہ الی قولہ انہ فی الاخرۃ لمن الصالحین ۱ ترجمہ اور جب اٹھا رہے تھے (ابراہیم علیہ السلام) دیواریں خانہ کعبہ کی اور اسمٰعیل (علیہ السلام) بھی (اور یہ کہتے جاتے تھے) کہ اے ہمارے پروردگار (یہ خدمت) ہم سے قبول فرمایئے بلا شبہ آپ خوب سننے اور جاننے والے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمکو اپنا اور زیادہ مطیع بنا لیجئے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک جماعت ایسی (پیدا) کیجئے جو آپ کی مطیع ہو۔ اور ہم کو ہمارے حج (وغیرہ) کے احکام بھی بتلا دیجئے اور ہمارے حال پر توجہ رکھئے (اور) فی الحقیقت آپ ہی ہیں توجہ فرمانے والے مہربانی کرنے والے اے ہمارے پروردگار اور اس جماعت کے اندر انہیں میں ایک ایسا پیغمبر بھی مقرر کیجئے جو ان لوگوں کو آپ کی آئتیں پڑھ پڑھ کر سنائے اور ان کو آسمانی کتاب کی اور خوش فہمی کی تعلیم دیں اور ان کو پاک کریں بلا شبہ آپ غالب قدرت والے ہیں الخ

ان آیات میں غور فرمایئے حکم خداوندی سے باپ بیٹے ملکر وادی غیر ذی زرع میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے گھر کی بنیاد قائم کرتے ہیں اور اسے بلند کرتے ہیں۔ امتثال امر خداوندی تو ہو رہا ہے باوجود اس کے بارگاہِ خداوندی کی عظمت اور اس کے جلال کو دیکھتے ہوئے اپنی عبودیت کی واماندگی کا خیال آتا ہے تو چونک پڑتے ہیں اور خشوع وخضوع کے لہجے میں جبیں نیاز بارگاہ ایزدی میں رگڑ کر عرض کرتے ہیں کہ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ہ

قبولیت کی دعا کے بعد جس بات کا کھٹکا دل میں لگا رہتا ہے وہ یہ ہے کہ جو نوازش ومہر ہم پر ہوئی ہے جس کا کرشمہ ہمارا اسلام ہے اور یہ وہ نعمت ہے جس سے تقرب مالک ذوالجلال نصیب ہوا ہے اس ذوق کی لذت آشنائی کے بعد دل چاہتا ہے اور اس کی انتہائی تمنا یہ ہے کہ ہمارے بعد جو اولاد ہو اور نہ صرف اولاد بلکہ اولاد در اولاد تک اس نعمت عظمیٰ سے مالامال ہوتے رہیں تو عرض مدعا ان پر کیف الفاظ میں کیا جاتا ہے ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک وارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم ہ فطرت انسان مجبور ہے کہ اپنی اولاد کیلئے تمام وہ خوبیاں چاہے جنہیں وہ دنیا میں سب سے اعلیٰ وافضل سمجھتا ہے۔

وکل اناء بالذی فیہ ینضح (ہر برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے) نبی ہیں اور یہ جانتے ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ اس راہ نبوت میں جو محن شاقہ ہیں ان کا برداشت کرنا ہر انسان کا کام نہیں ہے اور یہی وہ زندگی ہے جو ہر ہر قدم پر جسمانی تکالیف اپنے دامن میں رکھتی ہے لیکن راہ مولا میں یہ تکالیف مایۂ صد راحت وآرام ہیں لہٰذا اپنی اولاد میں سے کسی کو اس منصب نبوت پر سرفراز ہونے کی دعا ان الفاظ میں فرمائی جاتی ہے۔ ربنا وابعث فیھم رسولا الی قولہ تعالیٰ وانت العزیز الحکیم ہ دعائیں کیں اور سننے والے نے سنیں لیکن نتیجہ کو صریح الفاظ میں ظاہر نہیں فرماتے ومن یرغب عن ملۃ ابراھیم الا من سفہ نفسہ ولقد اصطفیناہ فی الدنیا وانہ فی